نقش آغاز راشد الحق سمیع

خدمات دار العلوم دیوبند کانفرنس

پس منظر اور پیش منظر

جب علم و عمل، فکر و آگہی، دعوت و تبلیغ، حریت و جہاد اور اسلامی تحریکات کے الفاظ یکجا کئے جائیں تو اس مجموعہ سے عالم اسلام اور خصوصاً ایشیا کے عظیم روحانی اور علمی مرکز دار العلوم دیوبند کا اسم گرامی ذہن کے افق پر طلوع ہوتا ہے اور آنکھوں کے سامنے اس کے سنہری اور درخشاں کارنامے نظر آنے لگتے ہیں۔ تاریخ کے اوراق کھلتے چلے جاتے ہیں زندگی اور معاشرے کے تمام شعبوں میں اس کا روشن کردار خورشید تاباں کی طرح چمکتا نظر آتا ہے۔

دیوبند مدرسہ بظاہر کچھ رقبے پر پھیلے ہوئے چونے گارے مٹی اور پتھر سے بنا ہوا ایک قدیم اسلامی علوم کے مزاج کا حامل مدرسہ ہے لیکن آج اس کی شاندار خدمات آسمان کی وسعتوں کو چھو رہی ہیں اور اس کا علمی و روحانی فیض کرہ ارض کے چپے چپے میں پھیل رہا ہے۔ اور دنیا بھر کے دانشور، سیاستدان، حتیٰ کے غیر مسلم علماً بھی اس کے معترف ہیں۔

۳۰ مئی ۱۸۶۷ء بمطابق ۱۵ محرم الحرام ۱۲۸۳ھ کو اس الہامی مدرسہ کی بنیاد رکھی گئی۔ پہلے استاد محمود اور اکلوتے شاگرد محمود نے اللہ تعالیٰ کی حمد کے بعد تعلیم و تعلم کے درس کا آغاز انار کے درخت کے نیچے سے کیا۔ پھر دیکھتے ہی دیکھتے انار کے درخت کا سایہ ایک عظیم الشان بلند و بالا شجرہ سایہ دار (دار العلوم دیوبند) کی صورت میں تبدیل ہوگیا اور اس کے برگ و بار اور تازگی و شگفتگی نے ایک عالم کو نہ صرف چھاؤں بخشی بلکہ اس کے ارد گرد جمع ہونے والوں کو نئی منزلوں سے نہ صرف آشنا کیا بلکہ اور نئی رفعتوں پر پہنچا دیا۔ ہندوستان جو صدیوں سے مسلمانوں کے پرچم توحید کے زیر نگین تھا کچھ اپنوں کی نااہلی اور بعد میں استعماری قوتوں مثلاً پرتگیزی، فرانسیسی اور انگریزی حکومتوں کی سازشوں اور حد سے بڑھتی ہوئی مداخلت کی بنا پر آخر کار مسلمانوں کے ہاتھ سے سرک کر جیک یونین (برٹش پرچم) کے دامن میں گر گیا پھر اس کے بعد ہندوستان کے مقدر کا ستارہ اور آزادی کا سورج صدیوں تک غروب رہا۔ ظلمت شب کی سیاہی اس قدر بڑھی کہ زندگی اور امید کی تمام کرنیں مایوسی، قنوطیت اور غلامی کی راکھ میں چھپ گئیں۔ انگریزوں کے مظالم کا پہلا اور بڑا نشانہ بدقسمت مسلمان ہی ٹھہرے جب مظالم کا سلسلہ کوہ ہمالیہ سے بھی آگے بڑھ گیا تو ۱۸۵۷ء کے خونی انقلاب نے انگڑائی لی اور علماً و

مشائخ نے مل کر انگریز اور وطن کے غداروں کے خلاف علم جہاد بلند کیا لیکن شومئی قسمت کہ غداروں کی مخبری نے طلوع سحر نہ ہونے دی۔ اس کے بعد انگریز کی تمام تر توجہ اور مظالم کا شکار مسلمان اور خصوصاً علماً ہی رہے۔ انگریزوں نے مسلمانوں کی مذہبی' تہذیبی' ثقافتی' تمدنی' معاشرتی' سیاسی ' تاریخی اور خصوصاً تعلیمی حیثیتوں کو تباہ کرنے کی ٹھانی۔ ہندوستان کے قدیم اکلوتے اسلامی تعلیمی نظام کو کمزور کیا جانے لگا اور اس کے مقابلے میں انگریزی نظام تعلیم کا ہیولا لایا گیا یہ اس طریقے سے مدون کیا گیا تھا کہ ہندوستانی قوم میں سے صرف کلرک اور اس سطح کے افراد ہی پیدا کئے جاسکیں اور ان کے ذہنوں میں مذہب بیزاری اور انگریزی استعمار کی وفاداری کا بیج بویا جائے اور انگریز اس مقصد میں کافی حد تک کامیاب بھی ہوگئے تب اس وقت کے مردِ قلندر اور مردِ درویش حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ نے انگریزی استعمار کی چالوں کو ناکام بنانے اور مسلمانوں کی مذہبی' سیاسی' تعلیمی اور معاشرتی بقاٗ کو یقینی بنانے اور ہندوستان کی آزادی کے لئے حریت پسندوں کے لئے ایک مضبوط قلعہ تعمیر کرنے کا فیصلہ کیا۔ یہ انہی کا توکل' اخلاص' تقویٰ ' تب وتاب اور سوزوساز کا نتیجہ تھا کہ دارالعلوم دیوبند نے ان تمام فتنوں کو ناکام بنادیا اور انگریز ہندوستان کو دوسرا اسپین بنانے میں ناکام ہوگئے۔ اور بالآخر اکابرین دیوبند شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسنؒ' شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ' امام الہند حضرت مولانا ابوالکلام آزادؒ اور دیگر مسلمان زعماٗ کی ان تھک جدوجہد اور قربانیوں کے طفیل غیر ملکی استعمار ہندوستان سے ذلت ورسوائی کے ساتھ نکل گئے۔ دارالعلوم دیوبند کے فیض اور جدوجہد ہی کی بدولت آزادی کا سورج پاک وہند کے باسیوں کو ایک بار پھر دیکھنے کو ملا اور کروڑوں مسلمانوں کی تعلیمی' سیاسی' تہذیبی ثقافت فنا ہونے سے بچ گئی۔ دراصل دارالعلوم دیوبند کی روح اور خمیر میں حضرت شاہ ولی اللہؒ کے فکری' انقلابی اور جہادی عناصر شروع ہی سے شامل تھے۔

دیوبند کی تحریک کا ربط' تسلسل اور جدوجہد کا سارا سلسلہ انہی سے ملتا ہے۔ یہ مدرسہ حضرت شاہ ولی اللہؒ کے خوابوں کی تعبیر کا حقیقی عنوان تھا اور حضرت سید احمد شہیدؒ اور حضرت شاہ اسماعیل شہیدؒ کی انقلابی تحریک کا دوسرا ایڈیشن تھا۔ اس کی بے شمار اور ان گنت خوبیوں اور خدمات کو اوارتی صفحات میں قلم بند کرنا ممکن نہیں۔ صرف چند اہم خدمات پر اکتفا کیا جارہا ہے۔ انگریزوں نے مسلمانوں کی فکری اور اعتقاد کی کھیتی کو برباد کرنے کے لئے اس میں قادیانیت کا تخم فساد بھی بویا لیکن دارالعلوم دیوبند نے اس عظیم فتنہ کا بھرپور مقابلہ کیا اور اس کے زہریلے اثرات کو پھلنے پھولنے سے روکے رکھا۔ اس کے علاوہ عیسائی مشنریز کا بھی ڈٹ کر مقابلہ کیا اور سرکاری دھونس دھمکی اور لالچ کے باوجود غریب اور غلام ہندوستانیوں کو تبدیلی مذہب سے روکے رکھا۔ پھر فرقِ باطلہ کا بھی ایک طوفان تھا جو مسلمانوں کے عقائد کو اڑانے کے لئے بے قابو ہو چکا تھا۔ یہ دارالعلوم دیوبند کا قلعہ ہی تھا

جس نے مسلمانوں کے فکری اور مسلکی عقائد کو زہریلی ہوا لگنے سے بچائے رکھا اور تقسیم کے بعد بھی مسلمانوں کو مایوس ہونے نہیں دیا اور متعصب ہندوؤں کی بڑی بھیڑ میں دارالعلوم دیوبند نے حسب سابق مسلمانوں کی ہر طرح کی سیاسی اور فکری رہنمائی جاری رکھی اور اب تک اس کا فیض جاری و ساری ہے۔

پاکستان میں بھی اس عظیم جامعہ کی ہزاروں فیض یافتہ شاخیں اسلامی علوم وفنون کی ترویج میں مصروف ہیں۔ دارالعلوم حقانیہ کے بانی و موسس قائد شریعت شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق قدس سرہ العزیز بھی اس کے ہونہار اور قابل فخر تلامذہ واساتذہ میں سے تھے۔ تقسیم ہند کے بعد انہوں نے بھی توکلاً علی اللہ ایک مسجد میں شہتوت کے درخت کے سائے تلے تعلیم و تعلم کے سلسلے کا آغاز کیا کیونکہ پاکستان میں بھی ایسے ہی حالات اور واقعات پیدا ہو رہے تھے جیسے کہ شروع میں لکھا جا چکا ہے۔ بعد میں یہ شاخ دارالعلوم حقانیہ کی صورت میں پھلنے پھولنے لگی اور اس کی خدمات اور کارکردگی بھی اپنی مادر علمی کی طرح نظر آنے لگیں۔ اس کا اعتراف حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحبؒ مہتمم دارالعلوم دیوبند نے ان الفاظ میں کیا کہ "دارالعلوم حقانیہ دیوبند ثانی ہے" اور دارالعلوم کے موجودہ مہتمم حضرت مولانا مرغوب الرحمان صاحب مدظلہ نے ابھی حال ہی میں حقانیہ تشریف آوری کے موقع پر ان پاکیزہ ارشادات کا اظہار فرمایا کہ "ہندوستان میں دارالعلوم دیوبند اور پاکستان اور اس کے قرب وجوار کے ممالک میں دارالعلوم حقانیہ یکساں فیض پہنچا رہے ہیں اور حضرت مولانا عبدالحق صاحبؒ نے جو شاخ قائم کی تھی آج وہ شجرہ طوبیٰ کی حیثیت سے دارالعلوم دیوبند کی ہمسری کر رہی ہے اور انتہائی مسرت کا مقام ہے کہ دارالعلوم کے فاضل نے اتنی عظیم خدمات سر انجام دی ہیں۔"

پاکستان میں اسلامی تہذیب و تمدن کے پھیلنے اور اس پر اسلامی چھاپ لگانے میں دارالعلوم حقانیہ اور اس کے قابل فخر فضلاً کا بڑا عمل دخل ہے۔ ملک کے پہلے متفقہ آئین و دستور کی تدوین سے لے کر شریعت بل کی جدوجہد تک پارلیمانی تاریخ اس کے فضلاً اور اس سے وابستہ علماً کے کارناموں سے بھری پڑی ہے۔ بعد میں جہاد افغانستان کی جدوجہد اور سرخ سامراج روس کی شکست میں دارالعلوم حقانیہ نے جو کردار ادا کیا اس کا اعتراف بین الاقوامی میڈیا اور مغربی وامریکی تحقیقی اداروں افراد کی جوق در جوق دارالعلوم آمد اور میڈیا میں ہر وقت زیر بحث ہونے سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے۔ دارالعلوم حقانیہ نے تحریک طالبان کے پودے کی نشوونما بھی اپنی نرسری میں کی اور اس تحریک سے وابستہ افراد کی ایسی علمی وفکری تربیت کی کہ آج وہ تن تنہا پورے عالم کفر کا مقابلہ کر رہے ہیں۔ کرۂ ارض کی سپر طاقتیں آج ان فضلاً حقانیہ کے جرأت مندانہ کردار اور مثالی نظم و نسق کو دیکھ کر انگشت بدنداں ہیں۔ پھر اسی طرح پاکستان میں جمعیت علمائے اسلام کے دونوں دھڑوں کی قیادت کرنے والے بھی اسی دارالعلوم حقانیہ کے فضلاً اور فیض یافتہ ہیں۔ ان دونوں جماعتوں نے (بدقسمتی سے الگ رہ کر بھی) پاکستان کی

تاریخ میں نہایت اہم خدمات سرانجام دی ہیں اور امریکی سپرپاور کے سامنے پاکستانی عوام کو ترنوالہ ہونے سے بچائے رکھا ہے۔ اور یہی جماعت پاکستان کے اسلامی تشخص کو قائم و دائم رکھنے میں پیش پیش ہے اور آج انہی مدارس کے طفیل پاکستان کا اسلامی تشخص اور تمدن قائم و دائم ہے۔ لیکن کچھ عرصہ سے مغرب زدہ پاکستانی حکمران اپنے بیرونی آقاؤں کے اشاروں پر ان مدارس کے کردار کو کمزور کرنے اور انہیں بدنام کرنے کی ناپاک کوششوں میں مصروف ہیں اور اسی طرح امریکی استعمار اور اس کے حواری ممالک بھی اس قسم کی سازشیں کر رہے ہیں کہ پاکستان میں دارالعلوم دیوبند سے فیض یافتہ اور اسلامی تحریکات کے مراکز مدارس اسلامیہ کا سلسلہ ختم کر دیا جائے۔ جس طرح کہ انہوں نے اسپین' تاشقند' بخارا اور ترکی وغیرہ میں کیا۔ چنانچہ اس نازک موقع پر مسلک دیو بند سے وابستہ سیاسی جماعت جمعیت علماً اسلام کی طرف سے دارالعلوم دیوبند کانفرنس کا انعقاد ایک اچھا فیصلہ ہے اور اس کانفرنس کے ذریعے مسلک دیوبند سے وابستہ متفرق جماعتوں اور منتشر حلقوں کو یکجا ہونے کا موقع بھی ملا اور ان کے آپس کے فروعی اختلافات بھی ان شاء اللہ اس کانفرنس کے ذریعے کم ہوئے۔ جیسا کہ جمعیت علماً اسلام کے دونوں دھڑوں کا دیوبند کانفرنس کے پلیٹ فارم پر اکٹھا ہونا ایک نیک شگون سمجھا گیا۔

ادارہ دارالعلوم حقانیہ "دارالعلوم دیوبند کانفرنس" کے انعقاد کا شروع ہی سے حمایت کرتا چلا آرہا ہے اور جمعیت علماً اسلام کے قائد حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ نے بھی اپنی پوری جماعت کی توانائیاں اور خدمات کو کامیاب بنانے کے لئے حضرت مولانا فضل الرحمان صاحب مدظلہ کی اکوڑہ خٹک کی آمد کے موقع پر انہیں پیش کیں دونوں حضرات نے اس موقع پر کھل کر عالمی استعمار امریکہ اور اس کے حواریوں کو چیلنج کیا کہ ہمارے درمیان کوئی اختلاف نہیں اور ہم سب تمہارے مقابلے میں ایک قوت ہیں۔

اکیسویں صدی کے اوائل میں اس عظیم الشان کانفرنس کے انعقاد کا فیصلہ ہر لحاظ سے دانشمندانہ ہے۔ ان شاء اللہ اس صدی میں بھی دارالعلوم دیوبند کی اسلامی تعلیمات کی روشنی اور اس کی انقلابی اور اسلامی تحریکات کی لو مزید بڑھتی چلی جائے گی اور نئی نسل کو اس کانفرنس کے ذریعے سے صحیح سمت میں رہنمائی ملے گی اور اس کی کامیابی سے پاکستان میں اسلامی انقلاب کیلئے راہ مزید ہموار ہو گی اور امارت اسلامی افغانستان کو بھی اس کے ذریعے سے نئی تازگی اور بلند حوصلہ ملے گا۔ اس کانفرنس کی تیاری میں اس کے منتظمین نے جو خدمات سرانجام دی ہیں وہ بھی انتہائی قابل تحسین ہیں۔ خداوند تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس کانفرنس کے اثرات حقیقی طور پر دوررس نتائج کے حامل ہوں اور یہ کانفرنس اتحاد امت کے لئے نشان منزل کا کام انجام دے۔ امین